

جہیز سے متعلق اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات کا تجزیاتی مطالعہ

A Study of the Council of Islamic Ideology's Recommendations Regarding Dowry

Shomaila Mumtaz

PhD Research Scholar, Department of Islamic Thought & Culture, NUML, Islamabad.

Email: m.shamaila7@gmail.com

Abida Iqbal

PhD Research Scholar, Department of Islamic Thought & Culture, NUML, Islamabad.

Email: abidasaiif2012@gmail.com

Received on: 07-07-2023

Accepted on: 10-08-2023

Abstract

Marriage has a significant role in human life. Life changes after marriage and sometimes it leads to many problems also but before marriage, there is also a giant problem in Pakistan which affects life before and after the marriage, that is dowry system. The triumphs and tribulations infecting Pakistani society, the dowry system plays the most crucial role in this regard. Keeping in view the circumstances of Dowry, in this paper, a brief concept as well as the context of Dowry has been described with a discussion on the effects of Dowry on Pakistani families. Furthermore, this paper analyzes the recommendations of Council of Islamic Ideology regarding Pakistani Laws on Dowry.

Keywords: Dowry, Council of Islamic Ideology, Recommendations

جہیز عربی زبان کا لفظ ہے جو "جهاز" سے ماخوذ ہے اور اس کا مصدر تجہیز ہے جو مطلقاً تیاری اور ساز و سامان کے متعلق استعمال کیا جاتا ہے۔ جہیز کے لغوی مفہوم کی وضاحت المفردات میں اس طرح کی گئی ہے:

"الجهاز ما يعد من متاع¹ وغيره والتجهيز حمل ذلك اوبعته."⁽²⁾

"جہاز وہ سامان ہے جسے کسی اور کے لیے تیار کیا جاتا ہے اور جہیز سے مراد ہے اس سامان کو اٹھانا یا اسے بھیجنا۔"

المنجد میں جہیز کا مفہوم اس طرح بیان کیا گیا ہے:

"الجهاز للبيت او للمسافر و للعروس يحتاج اليه"⁽³⁾

"جہاز (جہیز) گھریا مسافر یا دلہن کے لئے وہ سامان ہے جس کی احتیاج ہوتی ہے۔"

جہیز کے اصطلاحی مفہوم سے متعلق بات کی جائے تو جہیز سے مراد دراصل وہ سامان ہوتا ہے جو شادی کے وقت لڑکی کو اس کے گھر والے دیتے ہیں۔ اس سامان جہیز میں عموماً نقدی، زیورات، فرنیچر، پارچہ جات، ظروف وغیرہ جیسا ساز و سامان شامل ہوتا ہے۔

السید سابق جہیز کے اصطلاحی مفہوم سے متعلق لکھتے ہیں کہ:

"الجهاز هو الاثاث الذي تعده الزوجة هي واهلها ليكون معها في البيت اذا دخل بها الزوج۔" (4)

"جہاز (جہیز) سے مراد وہ سامان ہے جس کا خود زوجہ اور اس کے اہل خانہ اہتمام کرتے ہیں تاکہ جب وہ اپنے خاوند کے گھر میں داخل ہو تو سامان (جہیز) اس کے ساتھ ہو۔"

انسائیکلو پیڈیا آف سوشل سائنس کے مطابق جہیز سے مراد ہے کہ:

"Dowry, the money, goods, or estate that a woman brings to her husband or his family in marriage." (5)

"جہیز سے مراد وہ رقم، سامان، یا جائیداد ہے جو عورت اپنے شوہر یا اس کے خاندان کے لیے شادی میں لاتی ہے۔"

مندرجہ بالا تعریفات سے یہ مفہوم اخذ ہوتا ہے کہ جہیز سے دراصل وہ ساز و سامان ہے جو شادی کے موقع پر دلہا دلہن کو دیا جاتا ہے۔ عصر حاضر میں دیکھا جائے تو ہمارے پاکستانی معاشرہ میں جہیز کے بغیر شادی کا تصور حقیقتاً محال بنا دیا گیا ہے۔ اگر غور کیا جائے تو حقیقتاً یہ اسلام کے قانون وراثت سے فرار ہے۔ اور یہ رسم ہندو معاشرے سے لی گئی ہے۔ ہندو لوگوں کے ہاں ان کے قدیم قانون کے تحت بیٹی کو اپنی وراثت کا حق دار نہیں سمجھا جاتا تھا۔ چنانچہ یہ امر رائج کیا گیا کہ شادی کے موقع پر لڑکی کو جہیز دے دیا جائے جو وراثت کے متبادل ہو۔ چنانچہ جائیداد میں لڑکی کو حصہ دینے کی بجائے اپنی دولت میں سے ایک حصہ جہیز کے نام پر لڑکی کو دیا جانے لگا۔

جہیز ایک ایسی رسم ہے جو پاکستانی معاشرے میں ہندو معاشرے سے آئی ہے کے ضمن میں نصیر احمد ناصر لکھتے ہیں کہ:

"یہ سود خور ہندو قارونوں یا مہاجنوں کی عقل عیار کی ایجاد ہے۔۔۔ برصغیر کے مسلمانوں کو یہ انسانیت سوز قارونی رسم بھی دیگر سرطانی رسوم کی طرح ہندو معاشرہ سے ورثے میں ملی ہے۔" (6)

وطن عزیز میں دیکھا جائے تو غیر اقوام سے آئی یہ رسم باقاعدہ طور پر ایک مسئلہ کی حیثیت اختیار کر چکی ہے۔ اور وطن عزیز میں بچیوں کی شادی کے سلسلے میں جہاں متعدد فضول رسوم و رواج نے والدین کو پریشان کر رکھا ہے وہاں جہیز کے مسئلہ نے بھی سنگین صورت حال اختیار کر لی ہے۔ یہ صورتحال روز بروز بڑھتی جا رہی ہے اور حالات سنگین ہوتے جا رہے ہیں۔ حالات کی اس سنگینی نے جہاں دیگر معاشرتی، سماجی، معاشی اور اخلاقی برائیاں پیدا کی ہیں وہاں اس نے نکاح جیسے آسان کام کو انتہائی مشکل بنا دیا ہے۔ کیونکہ آج یہ سب سے مقبول عام سوال بن چکا ہے کہ لڑکی اپنے ساتھ کتنی مالیت کا جہیز کا سامان لے کر آئے گی؟ لڑکے کے والدین اور خود لڑکے کی جانب سے جہیز میں بڑے بڑے مطالبات کئے جاتے ہیں۔ اور جہاں سے جہیز ملنے کی امید نہ ہو وہاں کا رخ بھی نہیں کیا جاتا۔ نتیجتاً کئی لڑکیاں محض جہیز نہ ہونے کے باعث، اپنے والدین کے گھروں میں بیٹھی رہ جاتی ہیں اور بڑھاپے کو پہنچ جاتی ہیں۔ اس سلسلے میں روزنامہ "نوائے وقت" کی درج ذیل رپورٹ دیکھیے:

"پاکستان میں جہیز کی رسم فتنے کے باعث ایک کروڑ ساٹھ لاکھ لڑکیاں اپنی شادی کی راہ دیکھ رہی ہیں۔ ان لڑکیوں میں سے ۶۰ لاکھ تعداد ایسی

لڑکیوں کی ہے جن کی شادی کرنے کی عمر گزر چلی ہے۔ اس امر کا انکشاف ایک سماجی تنظیم کی حکومت کو پیش کردہ رپورٹ میں کیا گیا ہے۔ اس ضمن میں مذکورہ رپورٹ میں مزید یہ بھی لکھا گیا ہے کہ غربت کی بنیاد پر پاکستان میں ہر چوتھے گھر میں پانچ لڑکیاں غیر شادی شدہ ہیں جب کہ ہر دسویں گھر میں لڑکیوں کی تعداد دس ہے۔“ (7)

ایک حقیقت یہ بھی ہے کہ پاکستانی معاشرہ میں لڑکی کا رشتہ لینے سے قبل ہی لڑکی والوں کی حیثیت کا اندازہ لگایا جاتا ہے کہ وہاں سے کس قدر مال جہیز کی صورت میں ہاتھ آئے گا۔ یہی وجہ ہے کہ اب تو والدین کو لڑکی کی پیدائش کے ساتھ ہی جہیز کی فکر ستانے لگتی ہے اور وہ جہیز کی تیاریوں میں لگ جاتے ہیں۔ اکثر اوقات جہیز دینے کے لیے والدین بھاری قرض لیتے ہیں، جائیداد رہن رکھتے اور پھر عمر بھر قرض کی ادائیگی کے چکروں میں پھنسے رہتے ہیں۔

ڈاکٹر محمد شکیل اوج لکھتے ہیں:

"سامان جہیز کو شادی کا لازمی تصور کیا جاتا ہے۔ جو یہ سامان نہ دے یا نہ دے سکتا ہو تو وہاں شادی کا تصور نہیں کیا جاسکتا۔ یہ سامان جہیز ایک طویل فہرست پر مشتمل ہوتا ہے، جو ضروریات، تحسینات سے بڑھ کر تعیشات تک جا پہنچتا ہے۔ کہیں کہیں تو یہ سامان بالکل فرمائشی نوعیت کا ہوتا ہے۔۔۔ نتیجہ کے طور پر غریب خاندان کی لڑکیاں اس لعنت کی بھیٹ چڑھ جاتی ہیں اور متوسط گھرانے کی لڑکیاں سامان جہیز میں خوب سے خوب تر کی جستجو میں برباد ہو جاتی ہیں۔ جہیز کی طلب اور رسد نہ نکاح جیسے ضروری، فطری اور پاکیزہ و حلال عمل کو پابہ زنجیر کر رکھا ہے۔" (8)

مروجہ رسم جہیز کے حوالے سے احمد عبدالرحمن البناء الساعانیؒ کی مندرجہ ذیل تحریر ہمارے معاشرے کی تصویر کشی کرتی ہے:

"وَقَدْ أَسْرَفَ النَّاسُ فِي زَمَانِنَا فِيمَا لَاحَاجَةٌ إِلَيْهِ مِنْ أَمْرِ الْجَهَّازِ بِقَصْدِ التَّفَاخُرِ وَالْمُبَاهَاةِ حَتَّىٰ أَنَّ الْفَقِيرَ لَيَبِيعُ أُمَّتَعَتَ بَيْتِهِ وَيَسْتَدِينُ لِيُجَهِّزَ ابْنَتَهُ وَهَذَا حَرَامٌ فَعَلَهُ" (9)

"ہمارے زمانے کے لوگ جہیز کے معاملے میں ایسے اسراف اور فضول خرچی میں پڑ گئے ہیں جس کی کوئی ضرورت نہیں اور مقصود صرف اپنی بڑائی کو ظاہر کرنا ہوتا ہے کہ فقیر اور غریب آدمی اپنی بیٹی کو جہیز دینے کے لیے اپنے گھر کے سامان تک کو بیچ دیتا ہے اور قرض کا بار عظیم اٹھاتا ہے حالانکہ اس کا یہ فعل حرام ہے"

اس ساری صورتحال کو سامنے رکھتے ہوئے اس آرٹیکل میں اس بات پر تحقیق کی گئی ہے کہ جہیز کی رسم جو آج صورت اختیار کر گئی ہے، وہ اسلامی تعلیمات سے میل نہیں رکھتی تو پاکستان میں جہیز سے متعلقہ قانون سازی کی کیا صورتحال رہی اور اس میں اسلامی نظریاتی کونسل جو ایک آئینی ادارہ ہے، اور جس کے فرائض میں یہ شامل ہے کہ ملک میں قرآن و سنت سے متصادم قوانین کا جائزہ لیتے ہوئے اپنی سفارشات مرتب کرے، کا اس ضمن میں کیا کردار رہا۔

جہیز سے متعلق اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات

جہیز و تحائف عروسی سے متعلق مختلف ادوار میں کونسل میں غور و خوض کر کے سفارشات پیش کی گئیں۔ جناب جسٹس تنزیل الرحمن کے مسند نشینی کے دور میں کونسل کا اجلاس ۱۳ فروری ۱۹۸۳ء میں منعقد ہوا جس میں جہیز اور تحائف دلہن (پابندی) ایکٹ ۱۹۷۶ء کی درج ذیل دفعات کو زیر بحث لایا گیا:

"قانون ہذا کی دفعہ ۳ کے تحت ۵ ہزار سے زائد جہیز اور تحائف دلہن پر پابندی عائد کی گئی اس طرح دفعہ ۴ کے تحت کوئی شخص نکاح پر کسی فریق کو ایسا تحفہ نہیں دے گا جس کی مالیت ایک سو سے زائد ہو۔ دفعہ ۸ کے تحت جہیز وغیرہ کی فہرست رجسٹرار کو مہیا کرنے کا لزوم ہے۔ دفعہ ۶ کے تحت شادی کے اخراجات پانچ سو سے تجاوز کرنے کی پابندی ہے۔" (10)

کونسل میں بحث

جہیز اور تحائف دلہن ایکٹ کی دفعہ سپر چیز مین کونسل جسٹس تنزیل الرحمن نے اپنی تحریری رائے دی کہ:

"This law in its practical application is the cause of the government's persiflage. There are innumerable number of such marriages where the highest officials of the government attend these marriages and they can judge with their own eyes, whether such Two and a half thousand rupees have been spent on marriages or a dowry of only five thousand has been given. Instead of benefit from this law, the harm is coming out that the parents under social pressure give dowry worth more than five thousand rupees to their girls while in the lists that will be provided to the registrar will only shows the value of five thousand rupees. as a consequence of any dispute after the marriage, if a girl's father says that he had given property worth more than five thousand, he will be punished under this law, and if he does not says so, he will lose the dowry. The Council therefore recommends the recommendation that this Act is unrealistic, and if the Government and its members are able to implement the Act themselves and enforce others to do so. Then it may be possible to make room for the continuation of this law." (11)

"اپنے عملی اطلاق کے حوالہ سے موجودہ قانون محض حکومتی جگہ ہنسائی کا سبب ہے۔ کئی شادیاں ہمارے ہاں ایسی ہوتی ہیں جہاں پر اعلیٰ حکومتی عہدہ داران موجود ہوتے ہیں اور وہ خود اپنے مشاہدہ سے اس امر کا بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ کہاں پر ایسی شادیاں ہوئی ہیں جن پر صرف اڑھائی ہزار روپے خرچ کیے گئے ہیں یا صرف 5 ہزار روپے کا جہیز دیا گیا ہے۔ بجائے فائدے کے یہ قانون باعث نقصان ہے کیونکہ حقیقت یہ ہے کہ والدین کی طرف سے بچیوں کو پانچ ہزار سے کہیں زائد مالیت کا جہیز دیا جاتا ہے لیکن جب جناب رجسٹرار کو فراہم کو ایسی فہرست دی جاتی ہے جس میں پانچ ہزار کا اندراج ہوتا ہے تو اگر نکاح کے بعد کوئی جھگڑا ہو جاتا ہے اور ایسی صورت میں صورت میں لڑکی کا باپ اگر یہ کہتا ہے کہ اس نے اپنی بیٹی کو پانچ ہزار روپے سے زائد کا جہیز دیا تھا تو اسے قانون ہذا کے تحت سزا بھگتنا ہوگی اور اگر وہ کچھ نہیں کہتا تو پھر وہ دیے گئے جہیز کو کھو بیٹھے گا۔ چنانچہ کونسل اس قانون کو غیر حقیقت پسندانہ قرار دیتے ہوئے اس قانون کو منسوخ کرنے کی سفارش پیش کرتی ہے،

نیز یہ کہ اگر حکومت اور اس کے اراکین اس قانون کے مطابق خود بھی عمل درآمد کر سکیں اور دوسروں سے بھی عمل کرا سکیں تو پھر ہو سکتا ہے کہ اس قانون کے جاری رہنے کی گنجائش نکالی جاسکے۔"

رکن کونسل ڈاکٹر خاور چشتی صاحبہ نے اپنی یہ رائے پیش کی کہ:

"جہیز کا مسئلہ والدین کی صوابدید اور استطاعت پر دیا جانا چاہیے، چونکہ ہر شخص اپنے حالات اور استطاعت کے مطابق اپنی بیٹیوں کو جہیز دیتا ہے، اس پر پابندی لگانے سے کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوگا جس نے جو کچھ دینا ہوتا ہے وہ تو دے کر ہی رہتا ہے، خواہ کتنی ہی پابندیاں عائد کر دی جائیں، پابندیوں کی صورت میں چور دروازے دیئے جاتے ہیں، لہذا یہ قانون بے اثر ہے اور اسے منسوخ کیا جائے۔" (12)

کونسل میں اس مسئلہ جہیز پر خاصی بحث و تہیص کی گئی۔ اس بحث و تہیص کے بعد اراکان کونسل کی اکثریت کی طرف سے جناب چیئر مین کونسل تنزیل الرحمن اور ڈاکٹر مسز خاور صاحبہ کی تجویز سے اتفاق کیا اور مذکورہ بالا تجویز کو سفارش کے طور پر منظور کر لیا۔ (13)

بعد ازاں جہیز اور تحائف شادی بیاہ پر پابندی عائد کرنے کا ایک بل ۱۹۹۹ء میں جناب ڈاکٹر شیر زمان صاحب کے دور میں سینٹ میں پیش کیا گیا۔ ۱۹۹۹ء کے اس بل پر کونسل نے از خود نوٹس لیا اور اپنے ۱۳ ویں اجلاس، ۲۱ تا ۲۹ جون ۱۹۹۹ء میں اس بل پر شق وار غور کیا گیا۔ (14)

سینٹ کے بل سے متعلقہ بحث

بل ہذا پر غور و تمحیص کی بابت اراکین کونسل کی طرف سے یہ رائے پیش کی گئی کہ موصولہ بل کا جو اردو ترجمہ کیا گیا ہے وہ درست ترجمہ نہیں ہے۔ چھلا وہ ازیں اس بل کے ضمن میں درج ذیل تراجم منظور کی گئیں:

دفعہ نمبر ۴ کے حوالہ سے تراجم

دفعہ نمبر ۴ کہ جس میں یہ کہا گیا کہ شادی کے وقت دلہن کو والدین یا کسی بھی اور شخص کی طرف سے کو یہ ایسا سامان نہیں دیا جائے گا جو بیس ہزار سے زائد مالیت کا ہو، البتہ حق مہر کو اس سے مستثنیٰ قرار دیا گیا:

"No person or parents of the bridegroom shall give the bride at the time of marriage jewelry, clothes, gifts or other property that will be worth more than twenty thousand rupees and this shall not include Haq-e-Mehr." (15)

مندرجہ بالا دفعہ کے حوالہ سے غور و تمحیص کے بعد اس بات پر اتفاق کیا گیا کہ اس دفعہ کے ابتدائی الفاظ کو حذف کیا جائے یعنی "کوئی بھی شخص یا" کو۔ نیز متعلقہ کونسل کی طرف سے ڈاکٹر محمود احمد غازی صاحب کی اس تجویز سے بھی اتفاق کیا گیا کہ دفعہ ہذا کے الفاظ "زیورات، تحائف، کپڑے یا دیگر جائیداد" کے آخر میں قوسین میں ایک لفظ "بری" شامل کیا جائے، کیونکہ شادی کے موقع پر دلہن کو دیے گئے تحائف کو بری کہا جاتا ہے۔ (16)

دفعہ نمبر ۶ کی شق نمبر ۲ میں تراجم

دفعہ نمبر ۶ کی شق نمبر ۲ یہ تھی کہ صدر اور وزیراعظم سمیت کوئی بھی حکومت کا اعلیٰ عہدہ دار اپنے بچوں کی شادی پر اپنے رشتہ داروں اور

خاندان کے کسی فرد کے سوا کسی سے کوئی تحفہ وصول نہیں کرے گا:

"Mr. President, Mr. Prime Minister, Federal Ministers, Chief Minister, Minister of State, Ambassador, Governor, Speaker of the National Assembly and Chairman Senate, or Deputy Chairman etc. Those who are governed by the rule of time shall not receive any gift at the marriage of their children, except from their relatives and family." (17)

مندرجہ بالا شق میں یہ ترمیم تجویز کی گئی کہ اس میں سے "سوائے اس کے رشتہ داروں اور خاندان کی طرف سے" کو نکال دیا جائے اور یہ الفاظ "جن کی قیمت 1000 روپے سے زائد نہ ہو" شامل کیے جائیں اور اس شق کے آخر میں ان الفاظ کو شامل کیا جائے کہ "جس کی مالیت ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو۔"

4۔ کونسل کی تجویز کردہ شق نمبر ۳

شق نمبر ۳ میں یہ کہا گیا کہ جہیز کی نمائش کو ممنوع قرار دینے کا کہا گیا اور اس امر کا ارتکاب کرنے والے کے لیے تعزیری سزا کی بات کی گئی، نیز یہ بھی کہا گیا کہ جو ایسا کرے گا اس کو اس کے عہدہ سے ہٹا دیا جائے گا:

"The display of dowry and dowry shall be prohibited and shall be a punishable offense and the eligible participants of such marriage shall be dismissed from their positions." (18)

کونسل کے ۱۶۸ ویں اجلاس میں جہیز سے متعلقہ پیش کردہ سفارش

جناب ڈاکٹر محمد خالد مسعود کی صدارت میں منعقدہ کونسل کے ۱۶۸ ویں اجلاس میں جہیز سے متعلق درج ذیل سفارش کی گئی:

جہیز ایک رواج ہے جسے معاشرے کے ایماء پر چھوڑ دیا جائے

تجزیہ۔

دیکھا جائے تو اسلام اپنے دین فطرت ہونے کے باعث تمام انسانوں کے لئے باعث رحمت دین اور آسانیاں فراہم کرنے والا دین ہے۔ کونسل کے ممبران کو چاہیے تھا کہ وہ پاکستان کے حالات کو سامنے رکھتے ہوئے جہیز سے متعلق قانون سازی سے متعلق سفارش پیش کرتے کہ اس وقت جہیز کا مسئلہ ایک ناقابل علاج مسئلہ بن گیا ہے اور اس مسئلہ کے باعث پاکستان میں کئی بچیوں کی شادیاں رکی ہوئی ہیں۔ یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ جو لڑکیاں زیادہ مالیت کے جہیز کے ساتھ سسرال جاتی ہیں، وہاں سسرال میں ان کو عموماً ان کے زیادہ جہیز لانے کی وجہ سے عزت اور رشتہ کی سے دیکھتے ہوئے خاصی اہمیت دی جاتی ہے، جب کہ اس کے خلاف وہ لڑکیاں جن کو ان کے خاندان کی طرف سے زیادہ جہیز نہیں ملتا، ان کو اپنے سسرال میں کئی قسم کے طعنے سننا پڑتے ہیں اور کئی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ ایسی خبریں بھی سننے کو ملتی ہیں کہ صرف اس ایک رواج کی وجہ سے کئی خواتین کو مظالم کا بھی سامنا کرنا پڑا اور وہ یہ مظالم سہتے سہتے اتنی تنگ پڑیں کہ انہوں نے خودکشی کا ارتکاب کر لیا اور بعض جگہوں پر کئی خواتین کو قتل تک کروا دیا گیا۔ ایسے کئی مناظر روزمرہ کی بنیاد پر ہمارے سامنے آتے رہتے ہیں اور ایسے کئی کیس رجسٹرڈ

بھی ہو کیے جاتے ہیں اور ایک بڑی تعداد وہ بھی ہے جن کی متعلقہ محکموں یا اداروں تک رسائی ممکن نہیں ہو پاتی۔ ملک میں اس ہولناک صورتحال کے پیش نظر بھی والدین اپنی بچیوں کی جان کی حفاظت کے تحت اور ان کے مستقبل کے تحفظ کے تحت انہیں زیادہ جہیز دیتے ہیں، اور بعض اوقات اس بناء پر کہ لڑکے والوں کا مطالبہ ہوتا ہے کہ وہ تہی شادی کریں گے جب ان کو ان کی خواہش کے مطابق جہیز دیا جائے گا تو لڑکی کے والدین جہیز کا اہتمام کرتے ہیں چاہے اس سب کے لئے انہیں کہیں سے قرض لینا پڑے یا اپنی کوئی جائیداد اور ملکیت کو بیچنا پڑے۔

شریعت اسلامیہ کے مطابق جہیز کا تصور غیر اسلامی نہیں لیکن جو تصور شریعت میں ہے اس کے تحت جہیز کو ایک مشترکہ ازدواجی فنڈ قرار دیا جاتا ہے اور یہ عموماً اس مقصد کے تحت دیا جاتا ہے کہ نیا شادی شدہ جوڑا ابتداً آسانی سے اپنے گھر کی بنیادی ضروریات کو پورا کر سکے، باقی اس کا کوئی حکم نہیں ملتا۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید، معروف کتب احادیث اور فقہاء اربعہ کی کتب میں ہمیں جہیز کے عنوان پر کوئی باب نہیں نظر آتا۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ اگر جہیز کا کوئی شرعی حکم ہوتا تو جہاں دیگر مسائل سے متعلق ابواب باندھے گئے ہیں وہاں جہیز کے تحت بھی ابواب باندھے جاتے۔ حقیقتاً جہیز کی موجودہ شکل کی وجہ یہ ہے کہ جب مسلمان دیگر ممالک میں گئے اور وہاں مختلف اقوام کے ساتھ مل جل کر رہے تو ان ممالک کی کئی رسومات ان میں پیدا ہو گئیں، جن میں سے ایک رسم، جہیز کی رسم ہے۔ اس رسم جہیز کے مسلمانوں میں رواج پزیر ہونے کے باعث بعد میں آنے والے بعض فقہاء کے فتاوہ جات میں کچھ مواد جہیز کے ضمن میں ملتا ہے لیکن یہ مواد اور معلومات جزوی نوعیت کی ہیں۔ مثلاً ابو زہرہ، احناف کا نقطہ نظر بیان کرتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ حنفی فقہاء کے ہاں گھر سے متعلق سامان کی تیاری شوہر کی ذمہ داری ہے کیونکہ ہر طرح کا خرچ جس میں کھانا، لباس اور رہائش وغیرہ شامل ہیں وہ دستیاب کرنا شوہر پر واجب ہے، اور گھریلو سامان جسے عرفاً جہیز سے منسوب کیا جاتا ہے وہ مکان رہائش میں شامل سمجھا جاتا ہے۔ چنانچہ اس پہلو سے دیکھا جائے تو یہ شوہر کی واجب ذمہ داری ہے۔۔۔ احناف کا یہ بھی کہنا ہے کہ چونکہ مصادر شریعہ میں ہمیں ایسی کوئی دلیل اور مثال نہیں ملتی جس کی بناء پر جس کی بنیاد پر گھریلو سامان تیار کرنا عورت کے ذمہ قرار دیا جاسکے اور کسی مثال و دلیل کے بغیر کسی امر کو حق قرار نہیں دیا جاسکتا۔⁽¹⁹⁾

علاوہ ازیں سامان جہیز میں گھریلو سامان اور مہر سے متعلق الرد المحتار میں یہ رائے بیان کی گئی ہے:

"گھریلو سامان کا انتظام مرد پر واجب ہے جیسے عورت کی رہائش، نفقہ اور کپڑے وغیرہ مرد پر واجب ہوتے ہیں جبکہ مہر گھریلو سامان کے بدل میں نہیں ہوتا بلکہ مہر تو مرد کی جانب سے عورت کو عطیہ و نخلہ ہے، جیسا کہ رب العزت نے قرآن پاک میں مہر کو نخلہ قرار دیا ہے یا یوں کہہ لیجئے کہ مہر استمتاع کے بدلے میں دیا جاتا ہے، مہر مرد پر لازم ہے رہی یہ بات کہ مرد مستقل طور پر مہر سے الگ عورت کو مال دے تو دیکھا جائے گا کہ اگر یہ مستقل مال مہر سے زیادہ ہو تو عورت کے ذمہ لازم ہے کہ وہ گھریلو سامان کا انتظام کرے۔ اگر مال مہر سے علیحدہ مستقل طور پر نہ ہو البتہ مہر مہر مثل سے زائد مقرر کر دیا گیا ہو تو ابن عابدین کہتے ہیں: عورت پر گھریلو سامان کا انتظام لازم نہیں ہو گا کیونکہ جب مہر میں اضافہ کیا جاتا ہے اضافہ مہر کے ساتھ ملحق ہو جاتا ہے اور وہ سب عورت کا خالص حق ہوتا ہے اور مہر میں سے ساز و سامان کے لیے خرچ کرنے کے لیے عورت سے مطالبہ نہیں کیا جائے گا۔"⁽²⁰⁾

اسی طرح علامہ ابن حزم لکھتے ہیں کہ:

"عورت کو اس بات پر مجبور کرنا جائز نہیں کہ وہ خاوند کے پاس سامان جہیز لائے نہ ہی اس مہر کی رقم سے جو خاوند نے اسے دی ہے اور نہ ہی اس کے دوسرے اپنے مال سے۔ مہر سارے کا سارا اس کی ملکیت ہے اس میں وہ جو چاہے کرے۔ خاوند کو اس میں کسی قسم کا دخل دینے کا حق نہیں۔" (21)

علاوہ ازیں عبدالرحمن الجزیری اپنی کتاب الفقہ علی مذاہب الاربعہ میں لکھتے ہیں:

"فاذا تزوجها على الف جنيته مهرًا و كانت العادة ان مثل هذا المهر يقابل بجهاز كبير يليق بحالهما و لكنها لم تفعل فانه لاحق للزوج في مطالبتها بالجهاز فانهيجه على الرجل ان يعد للمرأة محلا يشتمل على حاجيات المعيشة" (22)

"اگر کوئی آدمی ایک ہزار مہر پر کسی عورت سے نکاح کرے اور عادت یہ ہوگی اتنا مہر ایک بڑے جہیز کے مقابلے میں ہوتا ہو مگر وہ عورت ایسا نہ کرے یعنی جہیز نہ لائے تو خاوند کو اس بات کا حق نہیں کہ وہ عورت سے جہیز لانے کا مطالبہ کرے۔ کیونکہ شوہر پر واجب ہے کہ وہ عورت کے لئے ایسی رہائش کی جگہ تیار کرے جو ضروریات زندگی پر مشتمل ہو۔"

مندرجہ بالا تمام دلائل کو سامنے رکھا جائے تو یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ لڑکی والوں کی طرف سے جہیز کی کوئی حوصلہ افزائی نہیں ملتی۔ جہاں تک اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارش کا تعلق ہے اس میں عرف کے عنصر کو سامنے رکھ کر اس کو ترجیح دی گئی ہے، جیسا کہ جناب مولانا تھانویؒ رقمطراز ہیں کہ:

"سامان جہیز جو والدین کی طرف سے بیٹی کو دیا جاتا ہے وہ عرف اور اشیاء کی نوعیت دار و مدار کرتا ہے" (23)

اس طرح جناب السید سابقؒ کے ہاں بھی جہیز کو عرف قرار دیا گیا ہے:

"وهذا مجرد عرف جرى على الناس" (24)

"یہ صرف ایک عرف ہے جو لوگوں میں جاری ہے۔"

مختصر یہ کہ جہیز کو معاشرے کی صوابدید پر چھوڑنے کا نتیجہ یہی ہوگا کہ اس کو باقاعدہ ایک سماجی ڈھانچے کی حیثیت حاصل ہو جائے گ اور اگر جہیز کی اس قبیح رسم کو چھوڑ کر نکاح کے عمل کو آسان نہ کیا گیا تو ہمارا معاشرہ مزید بے راہروی کا شکار ہو جائے گا۔ لہذا اسلامی نظریاتی کونسل کو چاہیے کہ جہیز کی روک تھام سے متعلق قانون سازی کے لیے مناسب سفارشات تجویز کرے۔

حوالہ جات

1. اصفہانی، راغب، امام، المفردات فی غریب القرآن، بیروت: دار الفکر، 1981ء، ج 1، ص 132
2. لوئس معلوف، المنجد، کراچی: دار الاشاعت، 1991ء، ص 172
3. سابق، السید، فقہ السنۃ، بیروت: دار الکتاب العربی، 1389ھ، ج 2، ص 167
4. <https://www.britannica.com/topic/dowry>

5. ناصر، نصیر احمد، حسن انقلاب، لاہور: فیروز سنز، ص 227
6. <https://www.nawaiwaqt.com.pk/01-Jul-2013/218042>
7. محمد شکیل اوج، پروفیسر، ڈاکٹر، نسیات - چند فکری نگارشات، کراچی: فیکلٹی آف اسلامک اسٹڈیز، جامعہ کراچی، 2012ء، ص 50
8. الساعاتی، احمد بن عبد الرحمن البناء، الفتح الربانی لترتیب مسند الامام احمد بن حنبل الشیبانی، بیروت: دار احیاء التراث العربی، 2009ء، ج 16، ص 177
9. 10th Report, Muslim Family Laws, P. 70
10. ایضاً، ص 70-71
11. ایضاً، ص: 71
12. ایضاً، ص: 71
13. سالانہ رپورٹ 1998-99، ص: 47
14. ایضاً، ص 47
15. ایضاً، ص: 49
16. ایضاً، ص 49
17. ایضاً، ص 49-50
18. ابوزہرہ، محمد، محی الدین، الاحوال الشخصیہ، القاہرہ، 1985، السعاده القاہرہ، ص 977
19. ابن عابدین، علامہ، رد المحتار علی الدر المختار، بیروت: دار الفکر لطباعة والنشر، 1431ھ، ص 505
20. ابن حزم، الاندلسی، امام، المحلی، احکام النکاح، مسئلہ 1849، بیروت: المکتبۃ التجاری، ج 9، ص 507
21. الجزیری، عبد الرحمن، الفقہ علی المذاهب الاربعہ، کتاب النکاح، بیروت: دار احیاء التراث العربی، 1969ء، ج 4، ص 176
22. تھانوی، مولانا شرف علی، اشرف الاحکام، ادارہ اسلامیات، 1424ھ، ص 159
23. السید، سابق، فقہ السنۃ، باب الجہاز، بیروت: دار لکتاب العربی، 1389ھ، ج 2، ص 302

مصادر ومراجع

1. ابن حزم، الاندلسی، امام، المحلی، مسئلہ 1849، بیروت: المکتبۃ التجاری۔
2. ابن عابدین، علامہ، رد المحتار علی الدر المختار، بیروت: دار الفکر لطباعة والنشر، 1431ھ۔
3. ابوزہرہ، محمد، محی الدین، الاحوال الشخصیہ، القاہرہ: السعاده القاہرہ، 1985ء۔
4. اصفہانی، راغب، امام، المفردات فی غریب القرآن، بیروت: دار الفکر، 1981ء،
5. الجزیری، عبد الرحمن، الفقہ علی المذاهب الاربعہ، بیروت: دار احیاء التراث العربی، 1969ء
6. الساعاتی، احمد بن عبد الرحمن البناء، الفتح الربانی لترتیب مسند الامام احمد بن حنبل، بیروت: دار احیاء، 2009ء۔
7. تھانوی، مولانا شرف علی، اشرف الاحکام، ادارہ اسلامیات، 1424ھ۔
8. السید، سابق، فقہ السنۃ، فیصل آباد: مکتبہ اہل حدیث، 2021ء۔

9. لوئس معلوف، المنیر، کراچی: دارالاشاعت، 1991ء،
10. محمد شکیل اوج، پروفیسر، ڈاکٹر، نسائیات-چند فکری نگارشات، کراچی: فیکلٹی آف اسلامک اسٹڈیز، جامعہ کراچی، 2012۔
11. ناصر، نصیر احمد، حسن انقلاب، لاہور: فیروز سنز
12. دسویں رپورٹ، مسلم عائلی قوانین، اسلام آباد: اسلامی نظریاتی کونسل۔
13. سالانہ رپورٹ، 1998-1999، اسلام آباد: اسلامی نظریاتی کونسل۔
14. سالانہ رپورٹ 2007-2008، اسلام آباد: اسلامی نظریاتی کونسل۔
15. <https://www.britannica.com/topic/dowry>
16. <https://www.nawaiwaqt.com.pk/01-Jul-2013/218042>

References

1. ¹ Isfahani, Raghib, Imam, al-Mufradat fi Gharib al-Qur'an, Beirut: Dar-ul-Fikr, 1981, vol. 1, p. 132
2. Luis Molov, Al-Manjad, Karachi: Dar-ul-Pasat, 1991, p. 172
3. Al-Sayyid, Fiqh al-Sunnah, Beirut: Dar al-Kitab al-Arabi, vol. 2, p. 167
4. <https://www.britannica.com/topic/dowry>
5. Nasir, Naseer Ahmed, Hasan Inqilab, Lahore: Feroz Sons, p. 227
6. <https://www.nawaiwaqt.com.pk/01-Jul-2013/218042>
7. Muhammad Shakil Auj, Professor, Doctor, Feminist-Some Intellectual Writings, Karachi: Faculty of Islamic Studies, University of Karachi, 2012, p. 50
8. Al-Saati, Ahmed ibn Abd al-Rahman al-Bina, al-Fath al-Rabbani li-Tareeq Musnad al-Imam Ahmed ibn Hanbal al-Shaibani, Beirut: Dar Revival of Arab Heritage, 2009, vol. 16, p. 177
9. 10th Report, Muslim Family Laws, P. 70
10. Further, pp. 71-70
11. Thirdly, p. 71.
12. Ibid., p.71
13. Annual Report 99-1998, p.47
14. Ibid. p. 47
15. Ibid., p. 49
16. Ibid. p. 49
17. Ibid., pp. 50-49
18. Abu Zahra, Muhammad, Mohi-ud-Din, al-Ahwal al-Personaliyyah, al-Qahra, 1985, al-Sa'adat al-Qahra, p. 977
19. Ibn Abidin, Allama, Radd al-Muhtar Ali al-Dar al-Mukhtar, Beirut: Dar-ul-Fikr Lataba'ah wa al-Nashr, 1431 AH, p. 505
20. Ibn Hazm, al-Andalsi, Imam, al-Mahli, Ahkam al-Nikah, Issue 1849, Beirut: Al-Maktaba al-Tajari, vol. 9, p. 507
21. Al-Jaziri, 'Abd al-Rahman, al-Fiqh al-Dharm al-Arba'ah, Kitab al-Nikah, Beirut: Dar-i-Ahya al-Tarath al-Arabi, 1969, vol. 4, p. 176
22. Thanvi, Maulana Ashraf Ali, Ashraf-ul-Ahkam, Institute of Islamic Studies, 1424 AH, p. 159
23. Al-Sayyid, Former Fiqh al-Sunnah, **Bab** al-Jahaz, Beirut: Dar-ul-Kitab al-Arabi, vol. 2, p. 302

